خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

PAYAM-E-HAYA

ای میگزین

پیامِ حیاء

ذی الحجہ 1446ھ JUNE 2025

شمارہ نمبر
51

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

کہہ دیجیے! بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا
اور میرا مرنا اللہ ہی کیلئے ہے جو رب ہے تمام جہانوں کا
سورۃ الانعام 162

تمام عالم اسلام کو

عید الاضحیٰ
مُبارک

درس قرآن ڈاٹ کام

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3	حج کی راتیں نظم (مولانا حفیظ جالندھری)	19
حمد (علامہ اقبال)	4	خواتین کے مسائل (دارالافتاءالاخلاص)	20
عشق سے قرب کا سفر (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب	5	کلام (فائق ترابی)	21
		عبادات اور ایثار کا مہینہ (ام ابراہیم)	22
تکبیرات تشریق کی فضیلت (مفتی محمد تقی عثمانی صاحب بیان)	10	عیدالضحی کے موقع پر خواتین کے لئے بیوٹی ٹپس (صالحہ)	24
قربانی کا جانور کیسا ہو؟ (مولانا طارق جمیل صاحب بیان)	11	اللہ کی راہ میں سفر (عذرا خالد)	25
		ذوالحجہ سے جڑی عام توہمات اور انکی حقیقت (فاطمہ سیفی)	27
مال سے آگے کی حقیقت (مفتی عبدالرحمن سعید)	13		
		گھریلو ٹوٹکے (ام حسن)	29
چھٹیاں قیمتی بنائیں (فاطمہ سعید الرحمن)	15	پکوان (عائشہ صدیقہ)	30
اسلامی سال کی ابتداء اور ہجری سال کہلانے کی وجہ (ابو محمد)	16		
اندازِ قبولیت (طاہر محمود)	17		

Published at

www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلی: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیمار ضوان۔ ناجیہ شعیب احمد۔ عذرا خالد

کلامِ الٰہی

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے

جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے اور جو انکار

کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

(آل عمران:۹۷)

کلامِ نبوی ﷺ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے اللہ کے لیے اس شان کے ساتھ حج کیا کہ نہ کوئی فحش بات ہوئی اور نہ کوئی گناہ تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

(صحیح بخاری:۱۵۲۱، بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ)

حمدِ باری تعالیٰ

علامہ اقبال

خداوندِ کریم، مالکِ ملکِ قدیم
ہستی کے نگہباں، فطرت کے رہنما!
تیرے نام سے ہے نورِ سحر آشکارا
تیرے نام سے ہے ظلمتِ شب کو ضیا!
تو ہے صانعِ اعظم، تو ہے خالقِ اکبر
تیرے ہاتھ میں ہے ملکِ عدم کی کلید!
تو نے بخشی ہے خاکِ سیا کو زندگی
تو نے پھونکی ہے روحِ آدم میں سُرورِ ابد!
تو ہی روشن کرتا ہے چراغِ ہدایت
تو ہی دیتا ہے بندۂ مومن کو حوصلہ!
تیرے نام سے ہے دِل میں اُجالا پیدا
تیرے ذکر سے ہے روح کو سکوں میسر!
تو ہی دیتا ہے صبرِ ایوب، تو ہی عطا کرتا ہے حکمتِ خضر
تو ہی تھا موسیٰ کا مددگار، تو ہی تھا احمدؐ کا مونس و ہمدم!
تیرے بندوں کو ملتی ہے تیری رحمت سے منزلِ مقصود
تو ہی ہے معبودِ برحق، تو ہی ہے مالکِ یزداں!

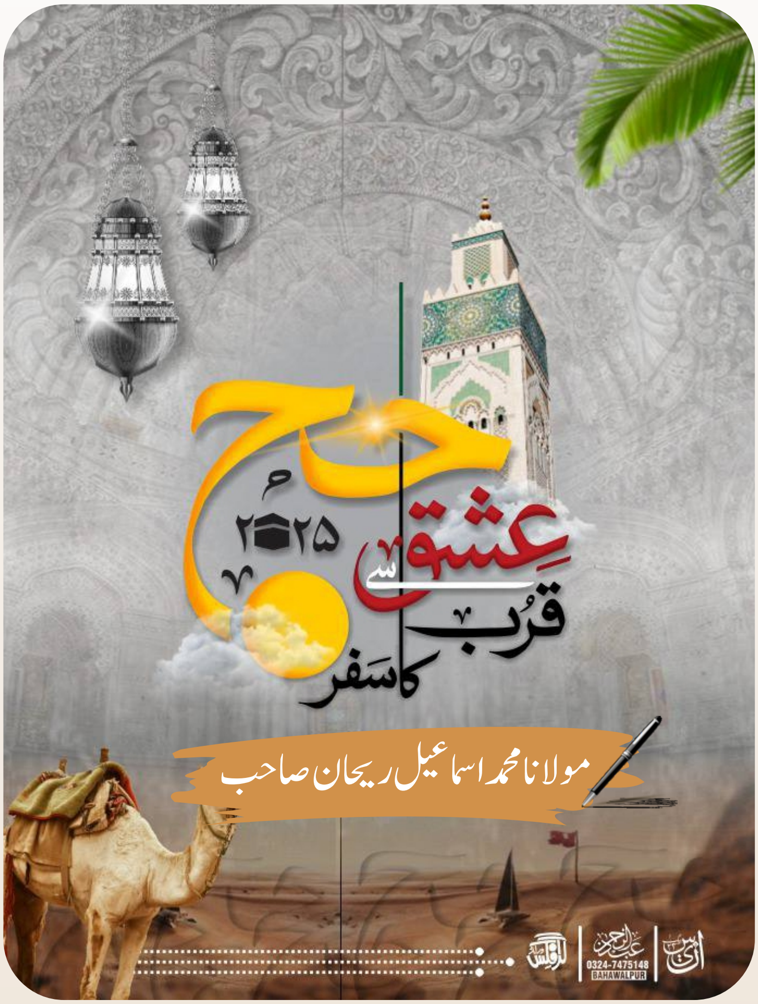

حضرت ہاجرہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں ایک لڑکا اسماعیل پیدا ہوا۔ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ اللہ نے انہیں حکم دیا کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور شیر خوار بچے اسماعیل کو مکہ کی ایک وادی میں چھوڑ آؤ۔ یہ دوسرا بڑا امتحان تھا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اکیلے نہیں تھے، ان کی بیوی بھی اس آزمائش میں برابر کی شریک تھی، کیونکہ آخری امت کے تاجدار کی ماں بننے کے لیے کڑے امتحانوں میں ثابت قدم رہنا شرط تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک طویل سفر کر کے شام سے جزیرۃ العرب پہنچیں اور بیوی بچے کو مکہ کے تپتے ہوئے میدان میں اللہ کے سہارے پر چھوڑ کر واپس ہونے لگے۔ بیوی کے پاس ایک پانی کا مشکیزہ اور کچھ کھجوروں کی ایک تھیلی توشے کے طور پر رہنے دی۔ حیران و پریشان حضرت ہاجرہ ان کے پیچھے چلیں اور مضطربانہ لہجے میں پوچھنے لگیں:

"ابراہیم! اپ کہاں جا رہے ہیں؟ ہمیں اس بے آب و گیا وادی میں کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہیں؟"

حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ آزمائش میری ہی نہیں، میری بیوی کی بھی ہے۔ اسے خود ہی سمجھنا چاہیے کہ مجھ جیسا شوہر اس جیسی بیوی اور شیر خوار بچے کو بھلا کیوں اس ویرانے میں چھوڑ کر جا سکتا ہے۔ جب حضرت ہاجرہ نے بار بار یہی سوال کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام چپ چاپ اپنے راستے پر چلتے رہے تب بیوی نے معاملے کی نوعیت کا اندازہ لگایا یا اور پکار کر پوچھا: "کیا اللہ نے اپ کو یہ حکم دیا ہے؟" خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا: "ہاں یہی بات ہے۔"

حضرت ہاجرہ کا دل مطمئن ہو گیا کیونکہ اللہ پر

انہیں ویسا ہی بھروسہ تھا جیسے کہ ایک پختہ مومن بندی کو ہونا چاہیے۔

"میں اس کی رضا پر راضی ہوں" یہ کہہ کر ہاجرہ واپس مڑ گئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی گھاٹی کو عبور کیا تو رفیقہ حیات اور بچہ نظروں سے اوجھل ہو گئے ،تب انہوں نے مڑ کر اس وادی کی طرف منہ کیا جہاں انہوں نے بیوی اور بچے کو چھوڑا تھا۔ وہ اللہ کے پیغمبر تھے ، جانتے تھے کہ پہاڑوں کے بیچ مکے کی وادی کائنات کا مقدس ترین مقام ہے جہاں اج بھی اللہ کے سب سے پہلے گھر کے آثار ریت کے تہ میں چھپے ہوئے ہیں اور صدیوں سے انبیاء ورسل اس کی زیارت کرنے اور اس کی برکات حاصل کرنا ہے یہاں اتے رہے ہیں۔

تب ایک وفا شعار مومن اور ایک شفیق باپ کی طرح انہوں نے ہاتھ بلند کر کے بارگاہ الٰہی میں یہ بے تابانہ درخواست پیش کی:

(اے ہمارے رب میں اپنے اولاد کو اپ کے باعظمت گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں, آباد کرتا ہوں ,اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز کا اہتمام کریں, تو آپ کچھ لوگوں کے دلوں میں ان کی طرف مائل کر دیجئے اور ان کو پھل کھانے کو دیجیے تاکہ یہ شکر کریں)۔ سورہ ابراہیم ایت 37۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ دونوں نے اللہ پر اعتماد کرنے ،اس کی رضا پر راضی رہنے اس کی رضا کے آگے سر جھکانے اور اس کی خاطر بڑی سی بڑی قربانی دینے کا لازوال نمونہ پیش کیا۔ یہ یقین کی وہ دولت تھی جس کی بنیاد پر اخری امت کو وجود میں لانے کی تیاری ہو رہی تھی اس کے اجزائے ترکیبی ہزاروں برس پہلے جمع کیے جا رہے تھے۔

اللہ نے حضرت ہاجرہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کو محفوظ کیا، جیسے کہ حضرت ہاجرہ نے کہا تھا: اللہ تعالی نے ان کو ضائع نہیں کیا بلکہ ان کا نام قیامت تا زندہ کر دیا۔

زم زم:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جانے کے بعد حضرت ہاجرہ اپنے بچے کو دودھ پلاتی رہیں اور خود اس مشکیزے سے پانی پیتی رہی جو ان کے پاس تھا مگر تپتے ہوئے صحرا میں یہ تھوڑا سا پانی کہاں تک ساتھ دیتا, جلد ہی ختم ہو گیا,ماں کا دودھ سوکھ گیا, ننھا بچہ بھوک اور پیاس سے بلبلانے لگا. حضرت ہاجرہ اس کی حالت کو دیکھ کر تڑپ اٹھیں اور کسی مدد کی تلاش میں بار بار وادی کی دونوں پہاڑیوں صفا اور مروہ پر چڑھ کر نہایت بے چینی سے ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔ ادھر بچے کا دم لبوں پر تھا۔ تب اچانک ایک اواز ابھری جیسے کوئی آ رہا ہو۔ حضرت ہاجرہ نے انے والے کو دیکھنے سے پہلے ہی پکار کر کہا: "مدد کرو, اگر تمہارے اندر کوئی خیر ہے۔"

اگلے ہی لمحے فرشتوں کے سردار حضرت جرائیل علیہ السلام نمودار ہوئے. انہوں نے فوراً اوادی

کے ایک گوشے پر اپنا پر مارا اور دیکھتے ہی دیکھتے بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑتے شیر خوار اسماعیل علیہ السلام کے لیے زمزم کا وہ چشمہ جاری ہو گیا جس کے پانی کی میٹھاس، غذائیت، شفائی خواص اور غیر معمولی مقدار آج بھی ساری دنیا کو انگشت بدنداں کیے ہوئے ہے۔

معجزے کے اثر اور زمزم کے اس چشمے کی برکت سے صحرا میں زندگی کے سوتے پھوٹ نکلے۔ یمن کا ایک خانہ بدوش قبیلہ بنو جرہم یہاں سے گزرا جو پانی اور چارے کی تلاش میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔ قبیلے کے لوگوں نے دور سے فضا میں پرندوں کو اڑتے دیکھا تو سمجھ گئے قریبی علاقے میں پانی میسر ہے، تب ان کے تجربہ کار افراد حیران ہو کر کہنے لگے: "ہم پہلے بھی یہاں سے گزرتے رہے ہیں مگر کہیں پانی کا نام و نشان تک نہیں دیکھا۔" وہ قریب پہنچے تو زمزم کا چشمہ اور اس کے پاس حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو دیکھا کہنے لگے: "ہمیں یہاں قیام کی اجازت دے دیں۔" حضرت ہاجرہ نے اجازت دے دی۔ اس طرح بنو جُرہم یہاں آباد ہو گئے۔ ان کا نسلی تعلق بنو قحطان سے تھا جنہیں "عرب عاربہ" کہا جاتا ہے۔ یہ اصل اور خالص عرب تھے، جن کا وطن یمن تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان سریانی تھی مگر بنو جرہم میں پل بڑھ کر انہوں نے عربی زبان سیکھ لی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے جو نسل چلی اسے "عرب مستعربہ" کہا جاتا ہے یعنی یہ دوسری نسل کے ساتھ مخلوط عرب تھے۔

بیٹے کی قربانی:

ابھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک امتحان باقی تھا جو پچھلے دونوں امتحانات سے زیادہ کڑا تھا؛ کیونکہ اس بار اس میں خود بچے کی رضامندی کا شامل ہونا ضروری تھا۔ خواب میں اللہ کا حکم آیا: "اے ابراہیم! اپنے بیٹے کو قربان کر دو۔" اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ اور کم سن اسماعیل تینوں امتحان کی بھٹی میں ڈال دیے گئے۔

توفیق ازلی ان کے شامل ہوئی اور تینوں نے اللہ کے حکم پر سر تسلیم خم کر دیا. شیطان نے اس موقع پر پوری کوشش کی کہ کسی طرح کائنات کے ان پاکیزہ ترین بندوں کے عزائم میں رخنا ڈال دیں. انہیں اللہ کی محبت سے ہٹا کر دنیا کی طرف مائل کر دیں مگر ماں، باپ اور بیٹا تینوں اپنی اپنی جگہ اللہ کے شیدائی تھے انہوں نے شیطان کو کنکریاں مار کر بھگا دیا۔ اور پھر آخر میں منیٰ کی وادی میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لیے ان کی گردن پر چھری چلادی۔ تب اللہ کی طرف سے ندا آئی "ابراہیم! تم سچائی کے امتحان میں کامیاب رہے."

دیکھا تو اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ایک دنبہ ذبح ہو چکا تھا۔ وقت کی نبضیں تھم گئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے تین بڑے امتحانات پورے ہو چکے تھے۔ اب اس برگزیدہ نبی اور اس کے کنبے کو انعامات سے نوازنے کا مرحلہ آگیا تھا۔

کعبہ اللہ کی تعمیر:

اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہ اعزاز دینے کا فیصلہ کر لیا تھا، جس کے حقدار کے لیے تاریخ کب سے چشم براہ تھی۔ یہ اعزاز اس گھر کی تعمیر کا تھا جو دنیا میں اللہ تعالی کا سب سے پہلا عبادت خانہ تھا۔ جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تھا تبھی انہیں اس گھر کی تعمیر کا حکم دیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کی رہنمائی میں بیت اللہ کی بنیاد رکھی تھی۔ انہوں نے اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اس کا طواف کیا تھا۔ اور میدان عرفات جا کر حج کے دوسرے مناسک ادا کیے تھے ان کے بعد ایک مدت تک یہ عبادت خانہ اللہ کی توحید کے زمزموں سے آباد رہا۔ حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے زمان میں طوفان آیا تو بیت اللہ کی عمارت اٹھائی لی گئی، صرف بنیاد باقی رہ گئی۔

زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ان بنیادوں پر بھی ریت کے تودے کھڑے ہو گئے اور کعبہ بالکل اوجھل ہو گیا۔ اللہ نے یہ اعزاز حضرت ابراہیم علیہ کو بخشا کہ بیت اللہ کو ان کے ان کے بیٹے کے ہاتھوں ایک بار پھر اس طرح تعمیر کرآیا کہ قیامت تک اس کی عظمت و توقیر کا شہرہ ہے۔ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی حدود سے اگاہ فرمادیا اور حکم دیا اسے از نو تعمیر کریں۔ قران مجید میں ہے:

"اور جب کہ ہم نے اباد کیا ابراہیم علیہ السلام کے لیے اس گھر کی جگہ کو خانہ کعبہ کے پاس اور ہم نے انہیں یہ ہدایت دی کہ دیکھو تم میرے ساتھ شریک نہ کرنا کسی کو بھی، اور تم پاکیزہ رکھنا میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے اور قیام کرنے والوں کے لیے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے."

(سورہ حج ایات 26.)

پس اب بیت اللہ دوبارہ توحید کی اشاعت اور اللہ کی خالص عبادت کا مرکز بننے والا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس عظیم مقصد کے لیے ایک بار پھر فلسطین سے ہو کر مکہ معظمہ پہنچے۔ ان کے جوان سال بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام جو تیر اندازی اور تیر سازی کے ماہر تھے، اس وقت زمزم کے چشمے کے پاس بیٹھے تیر بنا رہے تھے۔ باپ کو آتے دیکھا تو محبت اور گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے امد کا مقصد بتاتے ہوئے کہا: "بیٹا اللہ نے مجھے ایک خاص کام کا حکم دیا ہے."

حضرت اسماعیل نے عرض کیا: "اللہ نے جو حکم دیا ہے

آپ کر گزریں. "فرمایا:"اس میں تم میری مدد کرو گے ؟" عرض کیا"جی ہاں ! میں اپ کی مدد کروں گا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سامنے ایک ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"اللہ کا حکم ہے کہ میں یہاں اس کا ایک گھر تعمیر کروں۔"اب باپ اور بیٹے نے مل کر اللہ کی بتائی ہوئی حدود اور پیمائش کے مطابق مکان کی بنیادیں اٹھائیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لا لا کر دیتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بنیاد کی چنائی کرتے جاتے۔ جب بنیاد کچھ بلند ہو گئی تو ایک کونے میں حجر اسود نصب کر دیا۔ باپ اور بیٹے دونوں کو یقین تھا کہ وہ ایسے مرکز کی بنیاد رکھ رہے ہیں جہاں سے اللہ وحدہ لا شریک کی توحید کا پیغام ساری دنیا میں عام ہو گا، جو ٹوٹے ہوئے دلوں، باہم متنفر گروہوں، بھٹکے ہوئے لوگوں اور بکھری ہوئی قدموں کو ایک نقطہ توحید پر جمع کرے گا، جو سینکڑوں ملتوں اور ہزاروں فرقوں کو مجتمع کر کے "امت واحدہ" کا مقام عطا کرے گا۔

مقصد کی اس بلندی کے پیش نظر باپ اور بیٹا دونوں کعبے کے گرد گھومتے اور اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کرتے ہیں:

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم بقرہ آیت 127 (اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما بے شک تو خوب سننے والا جاننے والا ہے)۔

جب تعمیر کعبہ مکمل ہو گئی تو انسانی تاریخ کے ان دو عظیم پیغمبروں نے یہ دعا کی جو اپنے ضمن میں دنیا کے اخری رسول اور اخری امت کے ساتھ خاص نسبت عطا ہونے کی التجا لیے ہوئے تھی:

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم ۔۔۔۔ سورہ بقرہ آیت 129 (اے ہمارے پروردگار بھیج ان میں ایک رسول جو انہی میں سے ہو، جو تلاوت کریں ان کے سامنے تیری ایتیں اور انہیں تعلیم دیں کتاب اور حکمت کی اور انہیں پاکیزہ کریں، بے شک تو زبردست ہے، حکمت والا۔)

دعا قبول ہوئی آخری نبی کا اولاد اسماعیل سے ہونا طے ہو گیا، مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ ہو گیا کہ نسل اسماعیل میں وہی ایک نبی ائے گا جو ایک ہو کر بھی سب سے فائق ہو گا۔ جس کے ہاں پر دنیا کی تاریخ کے سب سے بڑے انقلاب کا ظہور ہو گا۔

مرتب کردہ: ام حسنین

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عشرۂ ذوالحجہ کے دنوں کو خاص مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے۔ ان بابرکت دنوں کو اپنی کبریائی کے اعلان اور تکبیرات کے ذریعے اللہ کی عظمت کو بلند کرنے کے لیے مخصوص فرمایا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان دنوں میں اللہ کا وہ جلیل القدر کلمہ، جو اس کی بڑائی اور کبریائی کا اعلان کرتا ہے یعنی: "اللّٰہُ أکبرُ، اللّٰہُ أکبرُ، لَا إلٰہَ إلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أکبرُ، اللّٰہُ أکبرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ" پڑھنا ایک نہایت بابرکت عمل ہے۔

تکبیراتِ تشریق: ایک واجب عمل

ذوالحجہ کی 9 تاریخ (یوم عرفہ) کی فجر سے لے کر 13 ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد یہ تکبیر مردوں کے لئے بلند آواز سے عورتوں کے لئے آہستہ کہنا واجب ہے۔ الحمد للہ، ہمارے ہاں مساجد میں اس پر عمل ہوتا ہے۔

عام دنوں میں تکبیر کہنا: ایک مسنون و مستحب عمل

لیکن ان دس دنوں کی عظمت اس بات کی متقاضی ہے کہ صرف نمازوں کے بعد ہی نہیں، بلکہ ہر وقت چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، گھروں، بازاروں، دفاتر، ہر جگہ اللہ کی بڑائی کے یہ نعرے بلند کیے جائیں۔

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان دنوں بازاروں میں نکل کر بلند آواز سے تکبیریں کہتے تھے، اور ان کی تکبیرات کی آواز سن کر لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہنا شروع کر دیتے۔ منیٰ کی وادی ان تکبیرات سے گونج اُٹھتی تھی۔

یہ ایک مبارک عمل ہے، جو آج ہمارے معاشرے میں متروک ہوتا جارہا ہے۔ نماز کے بعد کی تکبیر تو باقی ہے، لیکن عام حالات میں خصوصاً یکم ذوالحجہ سے 9 ذوالحجہ تک ذکرِ الٰہی اور تکبیر کے یہ کلمات کثرت سے زبان پر لانا سنت صحابہؓ ہے، جسے ہمیں زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

بلند یا آہستہ آواز سے؟

چاہے بلند آواز سے ہو یا آہستہ، جس طرح بھی ہو، اللہ کی کبریائی کا اعلان کرنا، اس کی عظمت وجلال کا اظہار کرنا ان دنوں کا خاص عمل ہے، جس پر ہمیں دل و جان سے عمل پیرا ہونا چاہیے۔

نبی کریم ﷺ قربانی کے موقع پر دو خوبصورت مینڈھے (چھترے) ذبح فرمایا کرتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کی طرف سے۔ حج کے موقع پر آپ ﷺ نے 63 اونٹ اپنے

دستِ مبارک سے ذبح کیے، جبکہ باقی اونٹ حضرت علیؓ نے مکمل کیے۔ اگر ہم ایک اونٹ کو سات افراد کی قربانی کے مساوی مانیں تو یہ اندازاً 441 یا 442 قربانیاں بنتی ہیں۔ یہ عمل ہمیں بتاتا ہے کہ مالدار افراد کو چاہیے کہ قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں قربانی کا مفہوم بگڑ گیا ہے۔ آج ہمارے شہروں، خصوصاً کراچی جیسے بڑے شہروں میں قربانی ایک "نمائش" بن چکی ہے۔ بیس بیس لاکھ روپے کے بیل خریدے جا رہے ہیں۔ یہ عمل فخر، ریاکاری، اور محض دکھاوے کے لیے کیا جا رہا ہے۔

جب مجھے کراچی کی منڈی میں لے جایا گیا اور میں نے پانچ پانچ لاکھ روپے کے بکرے دیکھے، تو میں حیرت میں پڑ گیا۔ گویا کہ مالداروں کے درمیان ایک "مقابلہ" چل نکلا ہے۔

کوئی فخر سے کہتا ہے: "ہم نے تو بیس لاکھ کا بیل ذبح کیا!"

دوسرا جواب دیتا ہے: "ہم نے پچاس لاکھ کا کر دیا!"

میں آپ سب سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو رزق عطا کیا ہے، تو اس میں دانشمندی کا مظاہرہ کیجیے۔ قربانی کا مقصد محض مہنگا جانور ذبح کرنا نہیں، بلکہ اللہ کی رضا اور مستحقین تک گوشت پہنچانا ہے۔

اگر آپ کے پاس بیس لاکھ روپے ہیں تو اس سے ایک بیل خریدنے کے بجائے، آپ بیس لاکھ کے بکروں، چھتروں، دُنبوں یا گائے کے حصے لے کر سینکڑوں، بلکہ ہزاروں لوگوں تک گوشت پہنچا سکتے ہیں۔ یہ قربانی حقیقی معنوں میں "قربانی" کہلائے گی۔ ایسی

عبادت جو اللہ کے ہاں مقبول ہو اور غریبوں کے چہروں پر خوشی بکھیر دے۔

اگر کسی بھائی نے خلوصِ دل سے بیس لاکھ خرچ کیے ہیں، تو ہم نیت پر شک نہیں کرتے۔ لیکن ساتھ ہی عرض ہے کہ تھوڑی سی نہیں بلکہ بہت بڑی نادانی کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ مال جو کئی ضرورت مندوں تک پہنچ سکتا تھا، وہ محض چند من گوشت میں محدود ہو گیا۔

لہٰذا میں مالدار بھائیوں سے عاجزانہ گزارش کرتا ہوں کہ قربانی کو دکھاوے کی نذر نہ کریں۔ یہ دن اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر غریبوں اور مستحقین کے لیے رکھا ہے۔ اپنی قربانی کو اس طرح انجام دیں کہ وہ صدقِ دل، اخلاص اور ہمدردی کا نمونہ بن جائے، نہ کہ ریاکاری اور نادانی کی علامت۔

آیئے، ہم سب مل کر اس نادانی سے توبہ کریں اور قربانی کو اس کے اصل مقصد کے مطابق ادا کریں۔

مال سے آگے کی حقیقت

مفتی عبدالرحمن سعید

اکثر اوقات ہم رزق کو صرف مال و دولت تک محدود کر دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس دولت زیادہ ہے وہی زیادہ رزق یافتہ ہے، اور جس کی آمدن کم ہو، وہ محروم ہے۔ لیکن اسلامی تعلیمات ہمیں رزق کا ایک وسیع تر، عمیق اور جامع تصور عطا کرتی ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں، رزق کا دائرہ صرف مادی دولت تک محدود نہیں بلکہ روحانی، اخلاقی، علمی اور سماجی نعمتیں بھی رزق میں شامل ہیں۔

امام وقت، ایک جلیل القدر محدث و فقیہ کا قول ہے:

رزق کے لئے مال ہونا ضروری نہیں۔

یہ نہایت گہرا اور بصیرت افروز نکتہ ہے۔ آیئے رزق کے اس جامع تصور کو مختلف زاویوں سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1. اخلاق حسنہ بطور رزق

رزق کی ایک قسم حسنِ اخلاق اور خوبصورتی بھی ہو سکتی ہے۔ ایک شخص جو خوش اخلاق ہو، نرم گفتار ہو، چہرے پر مسکراہٹ لیے ہو، وہ لوگوں کے دل جیت لیتا ہے۔ ایسے لوگ معاشرے کے لئے باعثِ رحمت ہوتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے بہترین وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔"

2. عقل و فہم بطور رزق

فہم و فراست، معاملہ فہمی اور دانشمندی بھی اللہ کا ایک انمول رزق ہے۔ جو شخص بردباری اور تدبر کا حامل ہو، وہ نہ صرف اپنی بلکہ دوسروں کی زندگیوں کو بھی سنوار سکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "عقل انسان کا دین اور زندگی ہے۔"

3. نیک شریکِ حیات اور اہل خانہ بطور رزق

ایک نیک بیوی یا شوہر، فرماں بردار اولاد، مہربان رشتہ دار اور سچا دوست۔ یہ سب عظیم نعمتیں ہیں۔ یہ وہ رزق ہیں جو نہ خریدا جا سکتا ہے اور نہ کسی بینک میں جمع ہوتا ہے، مگر دلوں کو سکون عطا کرتا ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا: "رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ" (الفرقان: 74)

4. علم نافع اور لمبی عمر بطور رزق

علم نافع (یعنی وہ علم جو انسان کو نفع دے) ایک

لازوال خزانہ ہے۔ اسی طرح لمبی عمر بھی اس وقت رزق ہے جب وہ خیر و بھلائی میں بسر ہو۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: (ترمذی) "بہترین انسان وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا ہو۔

5. قلبِ سلیم اور ذہنی سکون بطور رزق

پاکیزہ دل، جو بغض، حسد، کینہ سے پاک ہو، بہت بڑی نعمت ہے۔ اسی طرح ذہنی سکون۔ آج کی دنیا میں سب سے بڑی دولت۔ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔

قرآن کہتا ہے: "خبردار! دلوں کا سکون صرف اللہ کے ذکر سے ہے۔"

6. نیک فطرت اور تقویٰ بطور رزق

نیک فطرت انسان جو ہر حال میں خیر بانٹے، اللہ کی رضا کے مطابق زندگی گزارے، اور تقویٰ کو لباس بنائے۔ یہ وہ رزق ہے جو انسان کو دنیا و آخرت میں کامیاب کرتا ہے۔

قرآن فرماتا ہے: (الحجرات: 13) "اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔"

7. عزت، امن اور حلال روزی بطور رزق

ایک ایسا مقام جہاں انسان کی عزت محفوظ ہو، امن ہو، اور روزی حلال طریقے سے مل رہی ہو۔ یہ سب اللہ کی نعمتوں میں شامل ہے، جو حقیقی رزق کی علامات ہیں۔

رزق صرف دولت نہیں۔ جو کچھ ملا ہے، اس پر قناعت کرو، اور اپنے رب کا شکر ادا کرتے رہو۔ شکر گزار بندے کو اللہ کبھی محروم نہیں کرتا۔

اے اللہ! ہمیں ایمان کامل، نفسِ مطمئنہ، علم نافع، رزقِ حلال، حسنِ اخلاق، اور آخرت کی کامیابی عطا فرما۔

آمین یارب العالمین۔

فاطمہ سعید الرحمن

چھٹیاں قیمتی بنائیں!

عید کے بعد جون اور جولائی کی طویل چھٹیاں کیسے گزارنی ہیں؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ چھٹیاں صرف آرام یا فارغ وقت میں گزرنے کے بجائے مفید، تعلیمی اور مفید ہنر سے بھرپور ہوں؟ اگر ہاں، تو پیام حیا ای میگزین آپ اور آپ کے بچوں کے لیے دو بہترین مواقع لے کر آیا ہے!

1۔ گرافک ڈیزائننگ کورس جدید ہنر سیکھیں

اگر آپ یا آپ کے بچے ڈیجیٹل ہنر میں دلچسپی رکھتے ہیں، تو یہ کورس آپ کے لیے بہترین ہے:

کورل ڈراء (CorelDRAW) اور (AI) جدید ٹیکنالوجی۔

موبائل ایپس کے ذریعے گرافکس ڈیزائننگ۔

سرٹیفکیٹ (ریگولر طلباء کے لیے)۔

2۔ دینی تعلیم کورس قرآن وحدیث کی روشنی میں

اگر آپ یا آپ کے بچوں نے ابھی تک قرآن تجوید سے نہیں پڑھا، یا بنیادی دینی تعلیم حاصل کرنی ہے، تو ہمارا خصوصی دینی کورس ضرور سیکھیں:

بنیادی قاعدہ اور ناظرہ قرآن (صحیح تلفظ کے ساتھ)۔

حفظ قرآن (چھوٹی سورتوں سے آغاز)۔

قرآن پاک کا آسان ترجمہ اور تفسیر۔

وضو، غسل، نماز، اور دیگر ضروری مسائل کی تعلیم۔

احادیث مبارکہ اور سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اخلاقیات۔

کیوں یہ کورسز ضروری ہیں؟

گرافک ڈیزائننگ: فری لانسنگ اور آن لائن کیریئر کے مواقع ملتے ہیں۔

دینی تعلیم: بچوں کی ایمانی بنیادوں کو مضبوط بنائیں۔

دونوں کورسز گھر بیٹھے آن لائن دستیاب!

خصوصی پیشکش!

پیام حیا ای میگزین کے قارئین کے لیے خاص ڈسکاؤنٹ

کیسے شامل ہوں؟

1. واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔
2. اپنا نام، شہر، تعلیمی قابلیت وائس نوٹ میں بھیجیں۔
3. بتائیں کہ آپ گرافک ڈیزائننگ یا دینی کورس میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

یہ چھٹیاں معمولی نہیں، یہ آپ کے اور آپ کے بچوں کے مستقبل کو سنوارنے کا بہترین موقع ہے!

ابھی رابطہ کریں اور اپنی چھٹیاں قیمتی بنائیں!

00923132127970

ایڈمن: پیام حیا ای میگزین

اسلامی سال کی ابتداء اور "ہجری سال" کہلانے کی وجہ

ابو محمد

اسلامی سال کی ابتداء اور "ہجری سال" کہلانے کی وجہ اسلامی تاریخ میں بعض واقعات ایسے ہیں جو نہ صرف اہمیت کے حامل ہیں بلکہ ان کے اثرات صدیوں تک مسلمانوں کی زندگی پر نمایاں رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ ہجرتِ مدینہ ہے، جس کی نسبت سے اسلامی سال کا آغاز کیا گیا اور اسے "ہجری سال" کا نام دیا گیا۔ اسلامی سال کا پس منظر اسلامی تقویم (کلینڈر) قمری نظام پر مشتمل ہے، یعنی چاند کی گردش کے مطابق مہینے اور سال کا تعین کیا جاتا ہے۔ قمری سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں جن کے نام قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں: محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔ اسلامی سال کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے، جو کہ ایک مقدس مہینہ ہے اور اس میں کئی تاریخی و دینی واقعات رونما ہوئے۔

ہجرتِ مدینہ سنگ میل جب مکہ مکرمہ میں کفارِ قریش کے ظلم و ستم میں اضافہ ہوا اور مسلمانوں کے لیے دین پر عمل کرنا دشوار ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ یہ ہجرت صرف ایک نقل مکانی نہ تھی بلکہ اسلام کے ایک نئے دور کا آغاز تھا ایک ایسا دور جس میں مسلمانوں کو آزاد معاشرہ، اسلامی ریاست، اور عبادات کی مکمل آزادی حاصل ہوئی۔

ہجری تقویم کا آغاز خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی ریاست کے نظم و نسق میں باقاعدگی لانے کے لیے سنِ تاریخ مقرر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ سن 17 ہجری میں حضرت عمرؓ نے اپنے مشیروں سے مشورہ کیا کہ اسلامی تقویم کا آغاز کب سے ہونا چاہیے۔

مختلف تجاویز سامنے آئیں، جیسے نبی کریم ﷺ کی ولادت، بعثت، یا وفات کے سال سے آغاز، لیکن صحابہ کرامؓ کی اکثریت نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہجرتِ مدینہ وہ فیصلہ کن اور تاریخی لمحہ ہے۔ جس سے اسلام کو عملی طور پر ایک ریاستی اور اجتماعی نظام ملا۔ یوں سنِ ہجری کا آغاز نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے واقعے سے کیا گیا، اور اسلامی کیلنڈر کو ہجری کیلنڈر کا نام دیا گیا۔ ہجری سال کہلانے کی وجہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، "ہجری" لفظ "ہجرت" سے ماخوذ ہے۔ چونکہ اسلامی سال کی بنیاد نبی کریم ﷺ کی ہجرت پر رکھی گئی، اس لیے اسے "ہجری سال" یا "ہجری سن" کہا جاتا ہے۔ بقیہ صفحہ ۱۸ پر

اندازِ قبولیت

طاہر محمود

ماں نے اپنے پانچ سالہ بچے کو نہلایا دھلایا، نئے کپڑے پہنائے، خوشبو لگائی اور پیار دے کر گلی میں ننھے منے دوستوں سے کھیلنے کے لیے بھیج دیا۔ گلی میں دوستوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے بچے نے اپنے کپڑے اور جسم کیچڑ اور مٹی سے لت پت کر دیے۔ جب گھر جانے کا وقت آیا تو وہ ڈر کے مارے گلی میں ہی دبکا رہا کہ اگر گھر گیا تو یہ حشر دیکھ کر امی جان ڈانٹیں گی۔ جب بچہ کافی دیر تک گھر نہ آیا تو ماں پریشان ہو کر دروازے پر آ گئی اور بچے کو کیچڑ سے لتھڑا ہوا دیکھ کر سمجھ گئی کہ ننھے میاں گھر کیوں نہیں آ رہے۔ اس نے مسکراتے ہوئے بچے کو بلایا اور کہا: "میں کچھ نہیں کہتی۔ آ جاؤ تاکہ میں تمہیں پھر سے نہلا دھلا کر نئے کپڑے پہنا دوں۔" بچہ ڈرتے ڈرتے گھر آ جاتا ہے۔ ماں بچے کو پکڑ کر اس کے گندے کپڑے اتار دیتی ہے اور نہلا دھلا کر، صاف ستھرے کپڑے پہنا کر اور خوشبو لگا کر اسے کہتی ہے: ”جاؤ جا کر کھیلو۔ لیکن اب کپڑے گندے نہیں کرنا۔“ بچہ یہ سن کر خوشی خوشی کپڑے گندے نہ کرنے کا "ننھا سا اور معصوم سا کمزور عزم" لیے گلی کی طرف دوڑ لگا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب انسان کو دنیا میں بھیجتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے لیکن انسان دنیا میں آ کر کفر، شرک، بے حیائی اور دیگر کئی چھوٹے بڑے گناہوں کی آلائشوں سے خود کو لت پت کر لیتا ہے اور یہی سمجھتا ہے کہ "میری مغفرت ہونی تو ناممکن ہے۔ میں تو اللہ کی طرف لوٹنے کے قابل ہی نہیں۔ وہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا. خوب ڈانٹے گا اور سخت سزا دے گا."

لیکن للہ تعالیٰ اپنے ان گناہگار بندوں کو قرآن مجید میں بتا رہا ہے کہ: (سورۃ الزمر: آیت نمبر 53)

ترجمہ: "میرے ان بندوں سے کہہ دیجیے جنھوں نے گناہ کر کے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے ہر گز مایوس نہ ہوں. بے شک اللہ تو سارے کے سارے گناہ اکٹھے معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ بے حد معاف کرنے والی اور بے حساب رحم کرنے والی ذات ہے."

گویا کہ اللہ فرما رہا ہے کہ میرے وہ بندے

جنھوں نے اپنے آپ کو گناہوں کی گندگیوں سے آلودہ کردیا ہے وہ میری رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہوں اور میرے پاس لوٹ آئیں تاکہ میں انہیں اپنی رحمت سے نہلا دھلا کر دوبارہ گناہوں سے پاک کردوں۔"

اب جو بندہ اپنے رب کی پکار پر لبیک کہتا ہوا، اپنے پچھلے گناہوں پر نادم و شرمندہ ہو کر اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم لے کر، اپنے رب کی طرف لوٹ آتا ہے تو وہ ایک قدم اٹھاتا ہے تو رب کریم دس قدم اس کے قریب آجاتا ہے، وہ چل کر آتا ہے تو رب کریم دوڑ کر اس کے پاس آکر اسے اپنے دامن رحمت میں سمولیتا ہے۔ پھر اپنی مغفرت کی بارش فرما کر اس سے گناہوں کی آلائشوں کو دور کر کے اسے تقویٰ کا لباس پہنا کر اپنے محبوب و پسندیدہ بندوں کی صف میں شامل فرمالیتا ہے۔

یہ دو اندازِ قبولیت ہیں۔ ایک اندازِ قبولیت اس ماں کا ہے جو اپنے بچے سے شدید محبت کرتی ہے اور دوسرا اندازِ قبولیت اس ہستی کا ہے جو اپنے بندے سے کئی ماؤں سے بھی بڑھ کر محبت کرتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۶ کا

یہ مسلمانوں کے لیے نہ صرف ایک تاریخی یادگار ہے بلکہ ایک دینی علامت بھی ہے جو ہمیں قربانی، اخلاص، ایثار اور دین کے لیے جدوجہد کی یاد دلاتی ہے۔ ہجری سال کی اہمیت ہجری سال کا تقویم صرف تاریخی معلومات تک محدود نہیں بلکہ اس کا عملی پہلو بھی ہے۔ مسلمانوں کے دینی احکام، جیسے روزے، حج، زکاۃ، اور دیگر عبادات، قمری مہینوں کے مطابق ادا کیے جاتے ہیں۔ رمضان المبارک، عیدالفطر، عیدالاضحیٰ، یومِ عرفہ، محرم اور عاشورہ جیسے دن ہجری سال کی بنیاد پر متعین ہوتے ہیں۔ اسلامی سال کی ابتداء نبی کریم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے ہوئی، جسے حضرت عمر بن خطابؓ نے باقاعدہ تقویم کی شکل دی۔ یہ نہ صرف مسلمانوں کی ایک تاریخی شناخت ہے بلکہ دینی شعور و عمل کا بھی مرکز ہے۔ ہجری سال ہمیں یاد دلاتا ہے کہ دین اسلام کی بقا اور ترقی میں قربانی، صبر، ہجرت اور جدوجہد بنیادی ستون ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہر نئے ہجری سال کے آغاز پر ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں، دینی شعور کو بڑھائیں، اور اپنے اندر وہی اخلاص و قربانی کا جذبہ پیدا کریں جو صحابہ کرامؓ نے ہجرت کے وقت دکھایا تھا۔

حج کی راتیں

مولانا حفیظ جالندھری صاحب

حج کی راتیں، حج کے دن، حج کی باتیں یاد آئیں
وہ نگہِ یار کی گرمی، وہ دعائیں یاد آئیں

وہ طوافِ خانۂ خدا، وہ صفا و مروہ کی رَو
وہ عرفات کی ہوا، وہ مزدلفہ کی ہو

وہ منٰی کے کانپتے دل، وہ رمی کے پتھر یاد آئے
وہ قربانی کے جانور، وہ گھٹن کے ڈر یاد آئے

وہ لبیک کی صدا، وہ دل کی دھڑکن یاد آئی
وہ خدا کے گھر کا دیدار، وہ سجدے یاد آئے

وہ نمازوں کے لمحے، وہ دعاؤں کی قبولیت
وہ گناہوں کی معافی، وہ رحمت یاد آئی

حج کی راتیں، حج کے دن، حج کی باتیں یاد آئیں
وہ نگہِ یار کی گرمی، وہ دعائیں یاد آئیں

خواتین کے مسائل

دارالإفتاء الإخلاص

حجِ قران کی شرائط اور اس کی نیت (فتوی نمبر: 10367)

سوال: برائے مہربانی اس بات کی تشریح فرمادیں کہ حج کے مہینوں سے کیا مراد ہے؟ اور اگر کوئی شخص ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے پہلے ہی مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو کیا وہ حج قران ادا نہیں کر سکتا؟ نیز حج قران کی شرائط تفصیل سے بیان کر دیں، ہمیں سمجھنے میں مشکل پیش آرہی ہے۔

جواب: حِج قران کے صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل پانچ شرائط ہیں:

1) حج کے مہینوں (شوال، ذیقعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی نو دنوں) کے درمیانی زمانہ میں عمرے کا طواف کرنا، اگر اس دوران عمرے کا طواف نہیں کر پایا تو حج قران صحیح نہیں ہوگا۔

2) عمرے کا طواف وقوف عرفہ (نو ذوالحجہ) سے پہلے کرنا، اگر وقوف عرفہ کے بعد عمرے کا طواف کیا جائے تو حِج قران صحیح نہیں ہوگا۔

3) عمرے کے طواف سے پہلے حج کا احرام باندھنا، لہذا اگر عمرے کا طواف کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا ہو تو حِج قران صحیح نہیں ہوگا۔

4) عمرہ فاسد ہونے سے پہلے حج کا احرام باندھنا، لہذا اگر عمرہ فاسد ہو جانے کے بعد حج کا احرام باندھا جائے تو حِج قران صحیح نہیں ہوگا۔

5) حِج قران کے عمرے کو فاسد ہونے سے بچانا، لہذا ارکان عمرہ ادا کرنے سے پہلے ہمبستری نہ ہو، اسی طرح وقوف عرفہ سے پہلے حج کو فساد سے بچانا لازم ہے۔

حِج قران کی نیت:

"اللهم إني أريد الحج والعمرة، فيسر هما لي و تقبلهما مني". ترجمہ: اے اللہ! میں حج و عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں، دونوں کو میرے لیے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما۔ (رد المحتار: کتاب الحج، باب القران، 2/530، ط: دار الفکر۔ بیروت)

قرض لے کر قربانی کرنا (فتوی نمبر: 4797)

سوال: مفتی صاحب! اگر فوری طور پر پیسے ہاتھ میں نہ ہوں تو کیا قرضہ لے کر قربانی کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر قربانی کسی پر فرض ہو، اور اس کے پاس نقد رقم موجود نہ ہو، تو اس کو قرض لے کر قربانی کرنا ضروری ہے، لیکن اگر قربانی فرض نہ ہو، تو قرض لے کر قربانی کرنا ضروری نہیں ہے، شریعت بندوں کو ایسی چیز کا مکلف نہیں بناتی، جو ان کی استطاعت میں نہ ہو، البتہ اگر کسی نے قرض لے کر قربانی کر لی، تو قربانی ادا ہو جائے گی۔

قربانی کا نصاب (فتوی نمبر: 4849)

سوال: مفتی صاحب! قربانی کب اور کس پر واجب ہوتی ہے؟

جواب: جس عاقل، بالغ، مقیم، مسلمان مرد یا عورت کی

ملکیت میں قربانی کے تین ایام (12/11/10 ذوالحجہ) میں قرض کی رقم منہا کرنے بعد ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر رقم ہو یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد اتنا سامان موجود ہو، جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو یا ان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچ چیزوں میں سے بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر قربانی واجب ہے۔ (المحیط البرھانی: 6/86، ط: دار الکتب العلمیۃ) ثواب بھی ملے گا۔

(الھندیۃ: 5/292، ط: دار الفکر)

قربانی کی تاریخ کی ابتداء (فتوی نمبر: 4852)

سوال: جانوروں کو اللہ کی راہ میں قربانی کی نیت سے ذبح کرنے کی ابتداء کس زمانے اور کس نبی کے دور میں ہوئی ہے؟

جواب: حلال جانور کو تقرب کی نیت سے ذبح کرنے کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل و قابیل کی قربانی سے شروع ہوئی، اللہ تعالی کا اِرشاد ہے: "اور (اے پیغمبر!) ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناؤ۔ جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تھی، اور ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی، اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی"۔ (سورہ مائدہ، آیت نمبر: 27)

تفسیرِ ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور کچھ دیگر صحابہ کرامؓ سے بھی روایت ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہابیل نے ایک دنبہ قربان کیا، اور قابیل نے کچھ زرعی پیداوار پیش کی۔ اس وقت قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے ایک آگ آکر قربانی کو کھالیتی تھی۔ ہابیل کی قربانی کو آگ نے کھالیا، اور اس طرح اس کی قربانی واضح طور پر قبول ہوگئی، اور قابیل کی قربانی وہیں پڑی رہ گئی جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ قبول نہیں ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر، 74/3، ط: دار الکتب العلمیۃ)

یہاں زمانے کے ٹھکرائے لوگ آتے ہیں
جنھیں حضورِ مکرم گلے لگاتے ہیں

مرے حضور! مجھے سب نے چھوڑ چھاڑ دیا
مرے حضور! مجھے آپ یاد آتے ہیں

مرے حضور! زمانہ بڑا فریبی ہے
ہم ایسے سادہ طبیعت فریب کھاتے ہیں

حضور! میں نے کسی کا گلہ نہیں کرنا
مگر اب آنکھ میں آنسو تو آ ہی جاتے ہیں

فائق تُرابی

ذوالحجہ: عبادات اور ایثار کا مہینہ

ابو ابراہیم

اسلامی سال کا بارہواں اور آخری مہینہ "ذوالحجہ" ہے۔ یہ مہینہ عبادات، روحانی قربت، عظیم تاریخ اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں کا مظہر ہے۔ اس مہینے میں دنیا بھر کے مسلمان ایک عظیم فریضہ یعنی "حج" ادا کرتے ہیں، قربانی کے ذریعے سنتِ ابراہیمی کو زندہ کرتے ہیں اور اسلامی تاریخ کے کئی اہم واقعات کی یاد مناتے ہیں۔

یہ مہینہ نہ صرف انفرادی عبادات بلکہ امتِ مسلمہ کے اجتماعی شعور اور قربانی کے جذبے کو زندہ رکھنے کا ذریعہ بھی ہے۔ ذوالحجہ ہمیں اطاعت، فہمِ دین، اخوت، اور ایثار کا عملی درس دیتا ہے

ذوالحجہ کی ابتدا اور اس کی فضیلت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفجر میں "دس راتوں" کی قسم کھائی ہے:

> "وَالْفَجْرِ، وَلَيَالٍ عَشْرٍ"

ترجمہ: قسم ہے فجر کی، اور دس راتوں کی۔ (الفجر: 1-2)

علمائے کرام کے مطابق ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں جنھیں سال کے تمام دنوں میں سب سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ ان دنوں میں کیے جانے والے نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کہا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں نیک اعمال کرنا اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے..." صحیح بخاری

حج: بندگی کا عالمی مظہر

ذوالحجہ کا سب سے نمایاں اور مقدس فریضہ حج ہے، جو 8 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک ادا کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر سے لاکھوں مسلمان بیت اللہ کا قصد کرتے ہیں اور ایک مقام پر یکجا ہو کر اللہ کے سامنے جھکتے ہیں۔ یہ اجتماع، وحدتِ امت اور بندگی کا بے مثال منظر پیش کرتا ہے۔ حج کے دوران منیٰ، عرفات، مزدلفہ، رمی جمار، قربانی، طواف اور سعی جیسے ارکان ادا کیے جاتے ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنتوں اور اطاعتِ خداوندی کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

یومِ عرفہ: رحمت و مغفرت کا دن

نویں ذوالحجہ کو یومِ عرفہ کہا جاتا ہے، جو حج کا سب سے اہم دن ہے۔ حاجی اس روز میدانِ عرفات میں وقوف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا، استغفار، اور

عاجزی کے ساتھ قربت حاصل کرتے ہیں۔

اسی دن نبی کریم ﷺ نے میدان عرفات میں اپنا تاریخی خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا جس میں انسانی مساوات، عورتوں کے حقوق، عدل وانصاف، اور دین کی تکمیل کا اعلان شامل تھا۔ یہی وہ موقع تھا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا..." (سورۃ المائدہ: 3)

غیر حاجیوں کے لیے اس دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یوم عرفہ کا روزہ گزشتہ اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔" (صحیح مسلم)

عیدالاضحیٰ اور سنتِ ابراہیمی

دسویں ذوالحجہ کو عیدالاضحیٰ منائی جاتی ہے، جس کا مقصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس عظیم قربانی کو یاد کرنا ہے جب انہوں نے اللہ کے حکم پر اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی وفاداری کو قبول فرمایا اور آسمان سے ایک دنبہ بھیجا جو حضرت اسماعیل کی جگہ قربان ہوا۔ یہی جذبہ قربانی آج بھی ہر مسلمان اپنے اندر پیدا کرتا ہے، جب وہ جانور کی قربانی کے ساتھ اپنی خواہشات، نفس، اور مال کی محبت کو اللہ کی رضا پر قربان کرتا ہے۔

تاریخی واقعات کی روشنی

ذوالحجہ نہ صرف عبادات بلکہ کئی اہم اسلامی تاریخی واقعات کا بھی مہینہ ہے، جن میں چند یہ ہیں:

خطبہ حجۃ الوداع (9 ذوالحجہ 10 ہجری): نبی کریم ﷺ کا آخری خطبہ، جس میں امت کو مکمل راہنمائی فراہم کی گئی۔

واقعہ غدیر خم (18 ذوالحجہ): نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا: "جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی بھی مولا ہے۔"

شہادت حضرت عثمانؓ (18 ذوالحجہ 35 ہجری): خلیفۂ ثالث کی شہادت اسلامی تاریخ کا ایک اہم موڑ تھا۔

ایامِ تشریق (11 تا 13 ذوالحجہ)

ان دنوں کو "ایامِ تشریق" کہا جاتا ہے۔ ان میں اللہ کا ذکر، تکبیر، قربانی اور رمی جمار (کنکریاں مارنا) کے اعمال شامل ہیں۔ یہ دن خوشی، شکر، اور اطاعت کے دن ہیں۔

ذوالحجہ محض ایک مہینہ نہیں، بلکہ اسلام کی روحانی، اجتماعی، تاریخی اور عملی زندگی کا نچوڑ ہے۔ اس مہینے میں بندہ اللہ کے قریب ہوتا ہے، اپنے نفس پر قابو پاتا ہے، ایثار کا مظاہرہ کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے وجود کو فنا کر دیتا ہے۔

میگزین کے قارئین کو چاہیے کہ وہ اس مہینے کی برکتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، عبادات کو اپنائیں، قربانی کے جذبے کو زندگی کا حصہ بنائیں اور امتِ مسلمہ کے اتحاد، بھائی چارے اور خلوص کو فروغ دیں

عید الاضحی
کے موقع پر خواتین کے لیے بیوٹی ٹپس

صالحہ

چہرے کی تازگی کے لیے:

عید سے ایک ہفتہ پہلے روزانہ شہد اور لیموں کا رس ملا کر چہرے پر لگائیں (15 منٹ بعد دھو لیں)

عید کی رات پپیتے کا پیسٹ لگا کر 20 منٹ بعد دھو لیں جلد نکھر جائے گی

ہونٹوں کی سرخی کے لیے:

چائے کی پتی اور شہد ملا کر ہونٹوں پر 5 منٹ مالش کریں۔

روزانہ رات کو بادام کا تیل لگائیں ہونٹ نرم و گلابی رہیں گے۔

بالوں کی خوبصورتی کے لیے:

عید سے تین دن پہلے گرم تیل (زیتون یا ناریل) سے مساج کریں۔

دہی اور انڈے کا ماسک لگائیں بال چمکدار ہو جائیں گے۔

ہاتھوں کی نزاکت کے لیے:

گلیسرین اور گلاب کے پانی کا محلول بنا کر رات کو لگائیں۔

کچن کے کام کے بعد لیموں کے رس سے ہاتھ صاف کریں۔

عید کی صبح کے لیے:

نماز عید سے پہلے کھجور اور دودھ کا ناشتہ کریں چہرے پر دمک آجائے گی۔

چہرے پر گلاب کے پانی کا اسپرے کریں تازگی برقرار رہے گی

میک اپ کے بعد چمک برقرار رکھنے کا طریقہ:

میک اپ سے پہلے چہرے پر برف کے کیوبس سے مساج کریں۔

پاؤڈر لگانے سے پہلے چہرے پر ہلکا سا ٹونر لگا لیں

پسینے کی بو سے بچاؤ:

نہانے کے پانی میں گلاب کے پانی کے چند قطرے ڈالیں

کپڑوں کے نیچے صاف ستھرا تولیہ رکھیں

اللہ کی راہ میں سفر

عذرا خالد

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر آئے تو بے یار و مددگار تھے۔ تنہائی اور اداسی سے گھبرا کر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اللہ ان کی غلطی کی معافی دے اور انہیں جنت واپس لوٹنے کا راستہ بتائے۔

آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہندوستان سے مکہ مکرمہ تک کا بہت طویل اور مشکل سفر طے کیا۔ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

خانہ کعبہ (جو ایک چھوٹا خیمہ تھا) پہنچے پر انہوں نے اللہ کے بتائے طریقہ پر طواف کیا اور سعی کی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور دعا کی کہ وہ انہیں جنت واپس لوٹنے کا راستہ بتائے۔

ایسا ہی احوال آج کے حاجیوں کا بھی ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ حاجیوں کی عبادت کو قبول فرماتا ہے ایسا گناہوں سے پاک کرتا ہے کہ اج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول کی اور انہیں جنت واپس لوٹنے کا راستہ (ہدایت) بتایا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا اللہ کی راہ میں سفر کرنا انسان کی دنیا میں آمد سے جاری ہے۔ اور اس سفر کا مقصد اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔

ہر صاحب حثیت مسلمان پر زندگی میں ایک بار حج کا سفر بطور عبادت اور روحانی تزکیہ کرنا لازمی ہے۔ سفر حج اللہ سے قربت حاصل کرنے اور اس کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

اس سفر کے ذریعہ مسلمان حضرت محمدؐ ﷺ کا اپنی آخری زیارت کے دوران انجام دئے اعمال اور عبادات کے نقش قدم پر چلنے کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ اسے مسلم کمیونٹی کے اندر اتحاد کے احساس کو مضبوط کرنے کا ایک طریقہ سمجھتے ہیں۔

مسلمانوں کا یہ سفر اللہ کے گرد گھومتا ہے اور اس کی ظاہری شکل حضرت آدم علیہ اسلام کے سفر کی روایتوں اور حضرت ابراہیم علیہ اسلام اور حضرت محمد ﷺ کے حج کے سفروں کی قرآنی تفصیلات سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس کا مرکز نگاہ آللہ کے علاوہ کوئی نبی، عظیم شخصیت، واقعہ یا جگہ نہیں ہوتی۔ اور مقاصد صرف اللہ کی عبادت، اس کی قربت کا حصول اور اس کی بارگاہ میں شرف قبولیت ہوتے ہیں۔

اللہ کی وحدانیت اور عظمت کا اظہار:

سفر حج کے ذریعے مسلمان اللہ کی وحدانیت اور عظمت کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں، جو ایک قدیم عبادت گاہ ہے۔ وہ صفا اور مروہ کی

پہاڑیوں کے درمیان سعی کرتے ہیں، جو حضرت ہاجرہ کی یاد میں ہے۔ وہ منیٰ میں وقوف کرتے ہیں، جہاں حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کی قربانی اللہ کی راہ میں پیش کی۔ یہ تمام اعمال مسلمانوں کو اللہ کی وحدانیت اور عظمت پر غور کرنے اور اس کی عبادت کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

مسلمانوں کی وحدت اور برابری کا مظاہرہ:

حج کے دوران، دنیا بھر کے مسلمان اجتماعیت اور ایمان کا مشترکہ اظہار کرتے ہیں۔ وہ ایک ہی لباس، احرام، میں ملبوس ہوتے ہیں، جو تمام طبقاتی اور سماجی امتیازات کو دور کرتا ہے۔ وہ یکساں مقاصد کے لیے ایک ساتھ کام کرتے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ یہ وحدت اور برابری کا مظاہرہ مسلمانوں کے لیے ایک طاقتور تحریک ہے اور انہیں دنیا میں ایک مثبت قوت بننے میں مدد کرتا ہے۔

گناہوں سے معافی اور تقویٰ کا حصول:

حج کے ذریعے مسلمان اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرتے اور اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو دنیاوی خواہشات سے دور کرتے ہیں اور اللہ کی رضا حاصل کرنے پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ یہ اعمال مسلمانوں کو اپنے کردار کو بہتر بنانے اور زیادہ پرہیزگار بننے میں مدد کرتے ہیں۔

علم کا حصول:

حج کے دوران علم کا حصول بھی ایک اہم مقصد ہے۔ مسلمان احکامات حج اور اس کے فلسفے کے بارے میں علم حاصل کرتے ہیں۔ وہ اپنے ایمان کو بہتر طور پر سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ علم مسلمانوں کو ایک بہتر انسان اور معاشرے کا زیادہ ذمہ دار رکن بننے میں مدد کرتا ہے۔

اسلام میں سفر حج ایک جامع عبادت ہے جس میں روحانی، سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کا امتزاج ہے۔ یہ مسلمانوں کے لیے ایک طاقتور تجربہ ہے جو ان کی زندگیوں پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ حج کا عمیق تجربہ خود شناسی اور خود غور و فکر کرنے کا عملی تجربہ دیتا ہے۔ حج کی ادائیگی کے دوران زائرین اپنی زندگی کا جائزہ لینے، ذاتی ترقی کی تلاش، اور مثبت تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں، اس اہم عبادت سے عازمین کے اندر عاجزی اور شکر گزاری جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کی قدر کرنا سیکھتے ہیں اور اپنی زندگی میں صبر، استقامت اور عاجزی کی اہمیت کو پہچانتے ہیں. یہ شکر گزاری اور عاجزی حج سے آگے بڑھ کر ان کے کردار اور طرز عمل کی تشکیل کرتی ہے اور یہ صدیوں سے کر رہی ہے۔

ذو الحجة

کے مہینے سے جُڑی عام توہمات اور ان کی حقیقت

فاطمہ سیفی

ذوالحجۃ کے مہینے کی فضیلت و برکت اپنی جگہ بہت بلند ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں اس مبارک مہینے سے متعلق بعض توہمات اور غیر مستند عقائد بھی رائج ہو چکے ہیں، جن کی نہ قرآن و حدیث سے کوئی تائید ملتی ہے اور نہ ہی فقہاء یا سلف صالحین سے۔

ذیل میں ذوالحجۃ کے مہینے سے متعلق چند معروف توہمات (خرافات) کا ذکر کیا جا رہا ہے، تاکہ ان کی حقیقت کو واضح کیا جا سکے:

1. شادی بیاہ یا نئے کام کا آغاز منحوس سمجھنا

بعض لوگ ذوالحجۃ کے مہینے، خاص طور پر 9 تا 13 ذوالحجۃ کے دوران شادی، کاروبار یا کسی نئے کام کے آغاز کو منحوس سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ چونکہ اس مہینے میں قربانی اور شہادت جیسے واقعات ہوئے، اس لیے یہ غم کا مہینہ ہے۔

حقیقت:

اسلام میں کوئی مہینہ منحوس نہیں ہوتا۔ قرآن و سنت میں کہیں یہ نہیں کہا گیا کہ ذوالحجۃ میں شادی یا کاروبار کرنا مکروہ یا ممنوع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود ذوالقعدہ و ذوالحجۃ میں کئی اہم امور انجام دیے، یہاں تک کہ حج بھی اسی مہینے میں ادا فرمایا۔

2. عیدالاضحی کو سوگ کی طرح منانا

کچھ لوگ قربانی کے دنوں کو "غم کے دن" سمجھتے ہیں اور عیدالاضحی کو سوگ کے انداز میں گزارتے ہیں۔ وہ خوشی کا اظہار، میل جول یا دعوت سے گریز کرتے ہیں۔

حقیقت:

عیدالاضحی خوشی کا دن ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی اللہ کی رضا کے لیے تھی، اور اللہ نے اس قربانی کو قبول فرما کر اس کو امتِ محمدیہ کے لیے سنت بنا دیا۔ یہ شکر گزاری اور خوشی کا موقع ہے، نہ کہ غم و افسوس کا۔

3. قربانی کے جانور کی کچھ مخصوص جسمانی نشانیاں

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قربانی کے جانور کے ماتھے پر "اللہ" لکھا ہو، یا اس کی رنگت سفید/کالی ہو تو وہ زیادہ فضیلت والا یا بابرکت ہے۔

حقیقت:

شریعت نے قربانی کے جانور کی جو شرائط بیان کی ہیں وہ عمر، صحت اور عیب سے پاک ہونے سے متعلق

ہیں۔ رنگ، شکل، یا نام کی کوئی شرط قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ اس قسم کی باتیں توہمات اور ظاہری نمود و نمائش کا حصہ ہیں۔

4. مخصوص راتوں میں خود ساختہ عبادات

بعض افراد ذوالحجہ کی مخصوص راتوں، خاص طور پر آٹھویں، نویں یا دسویں رات میں خاص دعائیں یا نوافل کو ضروری یا مخصوص سمجھتے ہیں، جو کسی ضعیف روایت یا خواب پر مبنی ہوتے ہیں۔

حقیقت:

ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتوں میں عبادات کا عمومی فضیلت ضرور بیان ہوئی ہے، لیکن کوئی مخصوص دعا یا نماز مقرر نہیں۔ ہر شخص ان راتوں میں نفل نماز، تلاوت اور توبہ استغفار کر سکتا ہے، مگر بدعتی یا من گھڑت عبادات سے اجتناب ضروری ہے۔

5. جانور کے خواب میں آنے کو روحانی اشارہ سمجھنا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے خواب میں کوئی جانور دیکھا اور اسے قربانی کے لیے خرید لیا، تو وہ "مقدس" ہو گیا۔ بعض خواتین ان جانوروں کو چھوتے ہوئے بھی جھجکتی ہیں۔

حقیقت:

اسلام خوابوں کو شریعت کا ماخذ نہیں مانتا۔ خواب کی بنیاد پر کسی جانور کو مقدس سمجھنا یا اس کے ساتھ خاص برتاؤ کرنا توہم پرستی ہے، جس کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

6. کچھ دنوں میں ناخن کاٹنے یا سر دھونے کی ممانعت

ذوالحجہ کے پہلے 10 دنوں میں قربانی کا ارادہ رکھنے والے افراد کے لیے بال اور ناخن نہ کاٹنے کی سنت ہے، لیکن بعض لوگ اس کو سب پر لاگو کرتے ہیں اور اسے واجب یا حرام سمجھنے لگتے ہیں۔

حقیقت:

یہ عمل صرف اس شخص کے لیے مستحب ہے جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، اور وہ بھی قربانی کے دن تک۔ یہ کوئی حرام یا فرض چیز نہیں بلکہ محض سنت عمل ہے

ذوالحجہ کا مہینہ عظمتوں، عبادات اور قربانی کا مہینہ ہے، نہ کہ غم، خوف، یا توہمات کا۔ ہمیں قرآن و سنت کی روشنی میں اس مہینے کی فضیلت کو سمجھنا چاہیے اور ان بے بنیاد رسموں، توہمات اور معاشرتی خرافات سے بچنا چاہیے جو دین کا چہرہ مسخ کرتی ہیں۔

گھریلو ٹوٹکے

ام حسن

گوشت کے ذخیرہ کرنے کا بہترین طریقہ

صاف کپڑے یا ٹشو پیپر سے گوشت کا خون اچھی طرح صاف کریں

چھوٹے چھوٹے پیکٹس میں تقسیم کر کے فریزر میں رکھیں

ہر پیکٹ پر تاریخ لکھ دیں (زیادہ سے زیادہ 3 ماہ تک استعمال کریں)

گوشت نرم کرنے کے قدرتی طریقے

دہی یا پپیتے کے پتے کا پیسٹ لگا کر 2 گھنٹے رکھیں

سرکہ اور لیموں کے رس میں 1 گھنٹہ بھگوئیں

پکانے سے پہلے نمک اور ہلدی ملیں

خصوصی نسخہ: کڑھائی میں املی کا پانی ڈالنے سے گوشت جلد گل جاتا ہے

چربی / گریس صاف کرنے کا آسان حل۔ استعمال شدہ برتنوں پر بیکنگ سوڈا چھڑک کر گرم پانی ڈالیں

فرائی پین کو نمک اور اخروٹ کے چھلکے سے مانجھیں

ہاتھوں سے چکنائی صاف کرنے کے لیے لیموں اور چینی کا اسکراب کریں

عید کی خاص ڈشز کے لیے مشورے

قورمہ بناتے وقت پیاز بھون کر پیسٹ بنالیں (رنگ خوبصورت آئے گا)

حلیم میں جو کا دلیہ ملا کر پکائیں (گاڑھاپن بڑھ جائے گا)

کباب کے لیے گوشت میں سوجی یا بسکٹ پاؤڈر مکس کریں (کرسپی ہوں گے)

گھر کی صفائی کے لازمی نکات

عید سے پہلے فریزر کی صفائی ضرور کریں

چولہے کے قریب والی دیوار پر بیکنگ پیپر چپکا دیں (چکنائی سے بچاؤ) مکھیوں سے بچاؤ کے لیے پودینے کے پتوں کا چھڑکاؤ کریں

فٹ رہنے کے آزمودہ طریقے

چہرے کو دھونے کے لیے دن میں ایک مرتبہ سادہ پانی سے نہیں، بلکہ چاول کے پانی سے منہ دھوئیں ، چہرہ کا رنگ نکھر آئے گا۔

ایک یا دو انجیر کو رات بھر بھگو کر کھانے سے وزن تیزی سے کم ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس میں فائبر پایا جاتا ہے۔

تھوڑے سے زیرے کو دودھ کے ساتھ پھانکنے سے کم سنائی دینے کا مرض دور ہو جاتا ہے۔

روزانہ دن میں دو مرتبہ پچاس پچاس گرام ناریل کھائیں۔ جسم کا دبلا پن دور ہو جائے گا۔

پکوان

عائشہ نعیم

اٹالین کباب

اجزاء: قیمہ ایک پاؤ،انڈے تین عدد،ڈبل روٹی،پنیر چار کھانے کے چمچے،نمک حسب ذائقہ،سیاہ مرچ حسب ذائقہ،ہرا دھنیا حسب ذائقہ، تیل فرائنگ کے لیے۔

ترکیب: ڈبل روٹی سوکھی ہو تو پانی میں بھگو کر نچوڑ لیں پھر اسے قیمہ میں ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں۔اب اس میں انڈے،نمک،مرچ،ہرا دھنیا اور پنیر ملا کر یک جان کر لیں۔اب گول کباب بنا کر کارن فلور لگا کر تیل میں سرخ سرخ فرائی کر لیں۔نہایت لذیذ اور عمدہ اطالوی کباب تیار ہیں۔سرونگ پلیٹ میں نکال کر پراٹھوں کے ساتھ پیش کریں۔

قندھاری ران روسٹ

اجزاء: بکرے کی ران 1-1/2 کلو،کچری پاؤڈر 3 کھانے کے چمچ،انار کا سرکہ 2 کھانے کے چمچ،لہسن ادرک پاؤڈر 1 کھانے کا چمچ،جائفل جاوتری پاؤڈر 1/4 چائے کا چمچ،کالی مرچ پاؤڈر 1 کھانے کا چمچ،چلی پیسٹ 2 کھانے کے چمچ،نمک حسبِ ذائقہ، تیل فرائنگ کیلئے۔

ترکیب: پیالے میں انار کا سرکہ، کچری پاؤڈر، نمک، لہسن ادرک پاؤڈر، جائفل جاوتری پاؤڈر، کالی مرچ پاؤڈر اور چلی پیسٹ ڈال کر مکس کریں،ران کو اچھی طرح دھو کر کٹ لگا دیں۔ران پر مصالحے کا آمیزہ لگا کر 5-6 گھنٹے کیلئے میرینیٹ کریں۔ایک بڑی دیگچی یا کڑاہی میں تیل گرم کر کے ران ڈال کر فرائی کریں،آنچ درمیانی رکھیں،ایک طرف سے سنہری ہو جائے تو پلٹ کر دوسری سائیڈ سے فرائی کر لیں،سرونگ پلیٹ میں نکال کر لیموں اور حسب پسند چٹنی کے ساتھ سرو کریں۔

تکہ بوٹی

500 گرام چکن ہڈی کے بغیر،ادرک لہسن کا پیسٹ 2 چمچ،لال مرچ پاؤڈر 1 چائے کا چمچ،ہلدی پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ،زیرہ پاؤڈر 1/4 چائے کا چمچ،کالی مرچ پاؤڈر حسب ذائقہ،نمک حسب ذائقہ، تیل حسب ضرورت،دہی پھینٹا ہوا 2 یا 3 کپ،لیموں کا رس 4 چمچ، تازہ دھنیا کٹا ہوا 1 کھانے کا چمچ۔

ترکیب:

ایک پیالے میں گوشت،ہلدی پاؤڈر،لال مرچ پاؤڈر،زیرہ پاؤڈر کے ساتھ نمک،کالی مرچ،ادرک لہسن کا پیسٹ اور 1 کھانے کا چمچ تیل مکس کریں اور پھر اس میں دہی اور لیموں کا رس ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں،اس کے بعد اسے میں کٹا ہوا تازہ ہرا دھنیا ملائیں پھر اسے 2 گھنٹے تک میرینیٹ کرنے کے لیے چھوڑ دیں،اس کے بعد اسے اوون میں 15 منٹ تک بیک کریں یا اچھی طرح سے چکنائی والے گرل پین میں گرل کر لیں۔